

ن۔م۔راشد

سال ولادت: ۱۹۱۰ء

سال وفات: ۱۹۷۵ء

”نذر محمد راشد“ گوجرانوالہ کے قصبہ اکال گڑھ (جسے آج کل علی پور چٹھہ کہتے ہیں) میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصلی نام نذر محمد اور قلمی نام ن۔م۔راشد ہے۔ ان کے دادا راجا غلام رسول چشتی طیب عالم اور شاعر تھے۔ شاعری میں ان کا تخلص ”غلامی“ تھا۔ ن۔م۔راشد کے والد راجا فضل الہی چشتی بھی شعری ذوق کے مالک تھے اور گاہ بہ گاہ شعر کہ لیا کرتے تھے۔ انھیں قاری شاعری کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ راشد نے حافظ سعدی غالب کی شاعری سے انھی بزرگوں کی بدولت آشنائی حاصل کی۔

۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ ہائی سکول اکال گڑھ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال اعلیٰ تعلیم کے لیے گورنمنٹ کالج لائل پور (جواب ”فیصل آباد“ کہلاتا ہے) میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۲۸ء میں یہاں سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا جہاں سے ۱۹۳۰ء میں بی۔اے اور ۱۹۳۲ء میں ایم۔اے اقتصادیات کے امتحان پاس کیے۔ دوران تعلیم وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے ادبی مجلہ ”راوی“ کے حصہ اُردو کے ایڈیٹر رہے۔ اس دوران ”راوی“ میں راشد کی نظمیں اور مضامین بھی شائع ہوتے رہے۔ وہ کالج کی ”بزمِ سخن“ کے سیکرٹری بھی رہے اور مباحثوں اور تقریری مقابلوں میں شرکت کرتے رہے۔

۱۹۳۳ء میں انھوں نے مولانا تاجور نجیب آبادی کے رسالہ ”شہکار“ کی ادارت کی۔ انھوں نے عملی زندگی کا آغاز ملتان کے کسٹمز آفس میں ایک معمولی ملازمت سے کیا۔ اسی زمانے میں انھوں نے پہلی آزاد نظم ”جرات پرواز“ لکھی۔ ان کی سب سے زیادہ حیران کر دینے والی نظم ”اتفاقات“ تھی جو ۱۹۳۵ء میں ”ادبی دنیا“ میں شائع ہوئی۔ قیام ملتان کے دوران میں وہ ایک سال تک خاکسار تحریک سے بطور ”ضلع سالار“ وابستہ رہے۔

۱۹۳۹ء میں راشد کو بطور نیوز ایڈیٹر آل انڈیا ریڈیو میں اچھی ملازمت مل گئی۔ ۱۹۴۳ء میں انھیں فوج میں عارضی کیشن ملا اور مختلف ممالک میں بطور ”پبلک ریلیشنز آفیسر“ خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔

۱۹۴۸ء میں وہ پھر سے آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ ہو گئے اور قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں پر ریجنل ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں انھوں نے اقوام متحدہ کی ملازمت اختیار کر لی اور مختلف ممالک میں بطور ڈائریکٹر اطلاعات کام کیا۔ ۱۹۷۳ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد انھوں نے لندن میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے۔

راشد کو بچپن ہی سے علمی و ادبی ماحول میسر رہا۔ اس لیے وہ شروع ہی سے شعر و سخن کی طرف مائل تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس شوق میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہ پوری توجہ سے لکھنے کی طرف راغب رہے جس کے نتیجے میں وہ زمانہ طالب علمی ہی سے بطور شاعر معروف ہو گئے۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز روایتی غزل اور پابند نظم سے کیا جو پھر پور رومانوی رجحانات کی حامل تھی۔ جدید مغربی شعرا کے زیر اثر انھوں نے نظم نگاری کی طرف بھی توجہ دی اور آزاد نظم کی طرف خصوصی طور پر توجہ مبذول کی۔ یوں راشد نے روایت سے انحراف بھی کیا اور انحراف کو روایت سے ملائے بھی رکھا۔

راشد کی نظموں میں تخیل کی جدت طرازی کے ساتھ ساتھ افسانوی اور ڈرامائی عناصر بھی نمایاں ہیں۔ ان کی نظموں میں شاعر کے ذہن کا حکم ہونے کے بجائے ایک یا ایک سے زیادہ کردار ملتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے کہیں خود کلامی اور کہیں مکالمے کا انداز نظر آتا ہے۔ گویا روایتی نظم نگاری کے برعکس آزاد نظم میں ایک منطقی انداز کے برعکس ایک متحرک تصور زمان و مکاں ملتا ہے۔ راشد کی شاعری کا مرکز و محور آفاقی انسان ہے جو انداز کی ہلکت و ریخت میں اپنے وجود کے معنی و مفہوم کھو بیٹھا ہے۔ راشد اس کے وجود کا احساس دلاتے ہیں۔

راشد کی تصانیف ”ماورا“، ”ایران میں ابھی“، ”لا=انسان“ اور ”کمان کا ممکن“ ہیں۔ نظم ”زندگی سے ڈرتے ہو“ ان کی نمائندہ نظموں میں سے ایک ہے۔

زندگی سے ڈرتے ہو؟

.....زندگی سے ڈرتے ہو؟

زندگی تو تم بھی ہو زندگی تو ہم بھی ہیں!

آدی سے ڈرتے ہو؟

آدی تو تم بھی ہو آدی تو ہم بھی ہیں!

آدی زباں بھی ہے آدی بیاں بھی ہے

اس سے تم نہیں ڈرتے!

حرف اور معنی کے رشتہ ہائے آہنگ سے آدی ہے وابستہ

آدی کے دامن سے زندگی ہے وابستہ

اس سے تم نہیں ڈرتے!

”ان کہی“ سے ڈرتے ہو

جو ابھی نہیں آئی اُس گھڑی سے ڈرتے ہو

اُس گھڑی کی آمد کی آگہی سے ڈرتے ہو!

..... پہلے بھی تو گزرے ہیں

دور نارسائی کے، ”بے ریا“ خدائی کے

پھر بھی یہ سمجھتے ہو، بیچ آرزو مندی

یہ شب زباں بندی ہے رہ خداوندی!

تم مگر یہ کیا جانو

لب اگر نہیں ملتے ہاتھ جاگ اٹھتے ہیں

ہاتھ جاگ اٹھتے ہیں راہ کانٹاں بن کر

نور کی زباں بن کر

ہاتھ بول اٹھتے ہیں صبح کی اذاس بن کر

روشنی سے ڈرتے ہو؟

روشنی تو تم بھی ہو روشنی تو ہم بھی ہیں

روشنی سے ڈرتے ہوا

.....شہر کی فصیلوں پر

دیو کا جو سایہ تھا پاک ہو گیا آخر

رات کا لبادہ بھی

چاک ہو گیا آخر خاک ہو گیا آخر

اڑدھام انساں سے فرد کی نوا آئی

ذات کی صدا آئی

راہ شوق میں جیسے راہرہ کاخوں لپکے

اک نیا جنوں لپکے!

آدی چٹک اٹھے

آدی بنے دیکھو شہر پھر بے دیکھو

تم ابھی سے ڈرتے ہو؟

☆☆☆

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

i- نظم ”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ کا مرکزی خیال کیا ہے؟

ii- ”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ میں ”آدی سے ڈرتے ہو؟“ سے شاعری کیا مراد ہے؟

iii- حرف اور معانی کے رشتہ سے شاعر کیا بات سمجھانا چاہتا ہے؟

iv- نظم ”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ نظم کی کون سی صنف ہے؟

2- نظم ”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ کو پیش نظر رکھ کر مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات میں سے درست جواب کے شروع میں (✓) کا

نشان لگائیں۔

i- ”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ کا شاعر کون ہے؟

ا- خوشی محنتاظر ب۔ حالی

ج۔ فیض احمد فیض د۔ ن۔ م۔ راشد

ii- یہ نظم کس صنف سے تعلق رکھتی ہے؟

ا۔ پابند نظم ب۔ نثری نظم

ج۔ آزاد نظم د۔ مقفی نظم

iii- ن۔م۔راشد کہاں پیدا ہوئے؟

ا۔ لاہور میں ب۔ گوجرانوالہ میں ج۔ سیالکوٹ میں د۔ فیصل آباد میں

iv- ریٹائرمنٹ کے بعد وہ کہاں آباد ہوئے؟

ا۔ لندن میں ب۔ پیرس میں ج۔ نیویارک میں د۔ گوجرانوالہ میں

ن۔م۔راشد پر ایک مختصر سوانحی تنقیدی نوٹ لکھیں۔

”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

”زندگی سے ڈرتے ہو؟“ کا فکری و فنی جائزہ لیں۔

مندرجہ ذیل مصرعوں کی وضاحت کریں:-

i- آدمی زباں بھی ہے آدمی بیاں بھی ہے ii- جو ابھی نہیں آئی اس گھڑی سے ڈرتے ہو

iii- ہاتھ جاگ اٹھتے ہیں راہ کا نشان بن کر iv- روشنی تو تم بھی ہو روشنی تو ہم بھی ہیں

7- خالی جگہ پر کریں۔

i- آدمی زبان بھی ہے آدمی..... بھی ہے ii- لب اگر نہیں ملتے..... جاگ اٹھتے ہیں

iii- ہاتھ بول اٹھتے ہیں، صبح کی..... بن کر iv- ذات کی..... آئی

☆☆.....☆☆.....☆☆